ساری دُنیا کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فتح کرلو

آئندہ واقفین نو بچوں پر بھاری ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر ۱۹۸۹ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

پاکستان سے انگلستان کی طرف عارضی ہجرت کرنے کے بعض فوائد ایسے تھے جو رفتہ رفتہ روشن ہوئے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی اہمیت واضح ہوتی چلی گئی۔ ان بہت سے فوائد میں سے جو خدا کی تقدیر کے مطابق ہمیں لازماً اس طرح عطا ہونے تھے جیسے بچے کو دوا دی جاتی ہے اور اس کی شفاء کے لئے اور اس کی زندگی کے لئے اس کی بقا کے لئے وہ دوا ضروری ہوا کرتی ہے خواہ کیسی ہی کڑوی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس طرح ہمیں رحمتیں گھوٹ گھوٹ کر پلائیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ بعض خدمت کے ایسے میدان نظر کے سامنے اُبھرے جن کی طرف پہلے کوئی توجہ نہیں تھی۔ مثلاً ایک لمبا عرصہ گزرنے کے باوجود مشرقی دُنیا جو اشترا کی دُنیا کہلاتی ہے یعنی مشرق کا وہ حصّہ جو اشترا کیت کے قبضہ میں ہے، اس میں بسنے والے اربوں انسانوں کے لئے ہم نے کوئی تیاری نہ کی تھی۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً یہ خوشخبری عطا فرمائی تھی کہ میں تجھے روس میں اس کثرت سے مسلمان عطا کروں گا کہ آپؑ نے اس نظارے کو یوں بیان فرمایا جیسے ریت کے ذرے ہوں اور اس کے علاوہ روس کا عصا آپ کے ہاتھوں میں تھمایا گیا جو رؤیا میں یوں معلوم ہوا جیسے اس کے اندر دو نالی بندوق ہوتی ہے۔ یعنی عصا ایسا جو دُور مار ہو اور دور اثر ہو۔

جب تک انگلستان آنے کی تقدیر یا انگلستان لائے جانے کی تقدیر ظاہر نہیں ہوئی ان امور پر ان معنوں میں تو نظر تھی کہ یہ خدا کی طرف سے عطا کردہ خوشخبریاں تھیں اور ہر احمدی کا دل مطمئن تھا کہ یقیناً یہ پوری ہوں گی لیکن کیسے ہوں گی اور انہیں پورا کرنے کے لئے مومن کو جو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے وہ ہم کیسے ادا کریں گے۔ ان چیزوں پر نظر نہیں تھی نہ ان حالات میں ہوسکتی تھی۔ یہاں آنے کے بعد سب سے پہلے کاموں میں سے ایک یہ کام کرنے کی توفیق ملی کہ اشترا کی مشرقی دُنیا میں جتنے ممالک ہیں ان کی زبانوں میں اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے چھوٹے چھوٹے رسالے اور کتابیں تیار ہونا شروع ہوئیں اور قرآن کریم کے بعض مکمل تراجم ان زبانوں میں کرنے کی توفیق ملی اور بعض زبانوں میں اقتباسات شائع کرنے کی توفیق ملی۔ اسی طرح احادیث نبویہ میں سے منتخب احادیث جو ہم نے سوچا کہ اس زمانے کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اور انسان کی ضرورتوں کے لحاظ سے پیاس بجھانے کے لئے اہمیت رکھتی ہیں ان کا ترجمہ کرنے کی اور ان کی اشاعت کی توفیق ملی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت سے اقتباسات جو قرآن کریم کی آیات اور احادیث کے مضمون سے مطابقت رکھتے تھے اور انہیں کی تفسیر تھے ان کی اس نقطۂ نگاہ سے چننے کی توفیق ملی کہ ایک پڑھنے والا جب قرآن کریم کے مضامین سے گزر کر احادیث کے مضامین سے ہوتا ہوا حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات تک پہنچتا ہے تو اسے پہلی دونوں تحریروں کا زیادہ لطف آنے لگے اور اس کا ذہن زیادہ عمدگی کے ساتھ ان کے مطالب کو پاسکے اور اس کے اندر یہ احساس قوی تر ہوتا چلا جائے کہ قرآن کریم کی تفسیر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں ہے۔ تو اس طرح ان کے درمیان ایک تطبیق پیدا کرنے کی بھی کوشش کی گئی۔ کسی حد تک اس کی توفیق ملی اور پھر ان کے تراجم کئے گئے اور کتابیں اشاعت کے لئے تیار ہوئیں۔ یہ سب کچھ ہو رہا تھا لیکن کچھ علم نہیں تھا کہ ان کتابوں کو، اس لٹریچر کو ان ملکوں تک پہنچانے کے سامان کیسے میسر آئیں گے۔ صرف یہی نہیں اور بھی بہت سے مضامین پر رسالے شائع کئے گئے، تراجم تیار کئے گئے اور ان کی طباعت کروائی گئی۔ آپ شاید ہی اندازہ کرسکیں کہ یہ کام کتنا مشکل تھا اور کتنا ذمّہ داری کا کام تھا۔ کیونکہ صحیح آدمی کی تلاش کرنا اور اس سے رابطہ کرنا اور اس کو تیار کرنا کہ ان کتب کا ترجمہ کرے یا ان رسائل کا ترجمہ کرے اور پھر یہ نگاہ رکھنا کہ وہ ترجمہ

درست اور اصل کے مطابق ہے جب کہ ہم خود ان زبانوں سے نابلد ہیں۔ اس کے لئے متبادل ماہرین کی تلاش کرنا، ایسے جن میں سے بہتوں کی عربی پر بھی نظر ہو اور اسلام کی اصطلاحات سے بھی واقف ہوں۔ یہ ایک بہت ہی وسیع کام تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے آغاز ہی سے اس کو آسان فرمانا شروع کر دیا۔ اسلام آباد میں ہمارے ایک نوجوان روسی زبان سیکھ رہے تھے ان کے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈال دی کہ وہ اپنی زندگی اسلام کے لئے وقف کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے وقف کیا اور مَیں نے اسے قبول کر لیا اور پھر وہ یہاں انگلستان تشریف لے آئے اور اس کے بعد سے مسلسل ان کے ذریعے سے ہمارے رابطے وسیع ہونے شروع ہوئے۔ پہلا کام روسی زبان میں قرآن کریم کے ترجمے کا کام تھا اور اس کو ہم سب سے زیادہ اہمیت دے رہے تھے۔ ان کا نام خاور صاحب ہے۔ اگر چہ روسی زبان تو یہ کچھ سیکھ چکے تھے لیکن اتنا عبور کہ قرآن کریم کا ترجمہ کر سکیں اور ذمہ داری سے کر سکیں یہ تو بہت بڑی بات تھی لیکن ابتدائی کاموں میں ممد اور مددگار بہت ثابت ہوئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کا ایک اور سامان پیدا فرما دیا اور یہ چند مثالیں جو آپ کے سامنے رکھتا ہوں، اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ کس طرح خدا کی تقدیر کام کرتی ہے۔ بندوں کے ہاتھ حرکت تو کرتے ہیں مگر خدا کے ہاتھوں میں بندوں کے قدم آگے تو اُٹھتے ہیں لیکن خدا کی طاقت سے آگے اُٹھتے ہیں اور تمام وہ امور جو دین کے لئے سرانجام دینے کی توفیق ملتی ہے ان پر جب آپ آفاقی نظر ڈالتے ہیں تو آپ کو جا بجا خدا تعالیٰ کی تقدیر کارفرما دکھائی دیتی ہے۔ نظر آنے لگتی ہے کہ کس طرح کس موقع پر خدا کی تقدیر نے کیا سامان پیدا فرمایا؟ چنانچہ انگلستان میں روسی زبان کا ایسا ماہر ملنا جو عربی کا بھی ماہر ہو یا دینی اصطلاحات کو سمجھتا ہو یہ بہت مشکل کام تھا لیکن ایک اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ ہندوستان سے ایک ایسا ماہر احمدی عالم مل گیا جس نے روس میں روسی زبان میں پی ایچ ڈی کیا تھا۔ ان کے والد صاحب اتفاق سے ان دنوں میں کراچی تشریف لائے جن دنوں میں مَیں بھی وہاں گیا ہوا تھا اور ان سے چند مجالس ہوئیں۔ وہ ویسے تو بڑے مخلص فدائی آدمی تھے لیکن اس کے بعد ان کے دل میں غیر معمولی طور پر یہ جذبہ پیدا ہوا کہ میرا یہ بیٹا جو روسی زبان سیکھ کے آیا ہے یہ بھی دین کی خدمت میں آئے۔ چنانچہ انہوں نے مجھے خط لکھنے شروع کئے کہ یہ تو دین سے بالکل بے بہرہ ہو چکا ہے اور خالی ہو کے واپس لوٹا ہے اور میری بڑی تمنا ہے کہ کسی طرح یہ خدمت دین میں کام آئے۔ چنانچہ ان کے لئے دُعا کی بھی

توفیق ملی۔ان سے رابطہ بھی ہوا اور وہ پروفیسر صاحب خود انگلستان تشریف لائے۔اپنا وقت وقف کیا اور ان کی کایا پلٹ گئی۔وہ جن کو ان کے والد کہتے تھے کہ مجھے ان کا دل خالی دکھائی دیتا ہے وہ نور ایمان سے بھر گیا۔اخلاص سے بھر گیا۔بہت ہی وقت انہوں نے قربان کیا۔لمبا عرصہ یہاں بھی ٹھہرے اور واپس جا کے بھی مسلسل قرآن کریم کے روسی ترجمے پر محنت کی اور اس کے بعد پھر ہمیں بعض پروفیسروں کو دکھانے کی توفیق ملی تا کہ وہ اسے اور چمکائیں اور زبان کے لحاظ سے کوئی سقم رہ گئے ہوں تو وہ ان کو دور کریں۔

اس رنگ میں خدا تعالیٰ نے ہمیں مختلف تراجم کی بھی توفیق عطا فرمائی اور جیسا کہ میں نے مثال دی ہے خود بخود سامان مہیا فرماتا رہا ہے۔خاور صاحب (کلیم خاور نام ہے ان کا) یہ کسی اور کام کے سلسلے میں کسی پروفیسر سے ملنے جاتے ہیں وہاں ان کا دوست ایک پروفیسر مشرقی یورپ کا کسی زبان کا ماہر آ جاتا ہے۔تعارف ہوتا ہے تو اچانک یہ ان کو کہتے ہین کہ بھئی! ہمیں تو آپ کی تلاش تھی اور اس طرح ایک انسان کی تلاش میں دوسرا انسان مدد کرتا چلا جاتا ہے اور یہ رابطے اس طرح پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں گویا مقدر تھے۔معین طور پر ان کا منصوبہ بنایا گیا تھا اور سارے امور پر جب آپ نگاہ ڈالیں تو کوئی احمق سے احمق بھی یہ نہیں کہہ سکتا، اگر اس کے دل میں سچائی کا شائبہ ہو کہ یہ سارے بے شمار اتفاقات ہیں۔تقدیر یہ مہرے چلا رہی تھی اور اس تھوڑے سے عرصے میں حیرت انگیز طور پر کثرت کے ساتھ مشرقی یورپ کی زبانوں میں اسلام کا لٹریچر تیار کرنے کی توفیق ملی۔روسی زبان میں لٹریچر تیار کرنے کی توفیق ملی، چینی زبان میں لٹریچر تیار کرنے کی توفیق ملی اور ہم انتظار میں بیٹھے رہے کہ اب دیکھیں خدا آئندہ کیا سامان کرتا ہے؟ بہت بڑی بڑی دیواریں رستے میں حائل تھیں لیکن اب دیکھیں کہ آپ کے دیکھتے دیکھتے وہ دیواریں ٹوٹنی شروع ہو گئیں۔جب دیوار برلن گر رہی تھی اور ٹیلی ویژن پر لوگ دیکھ رہے تھے اور عجیب عجیب رنگ میں اپنی خوشیوں کے اظہار کر رہے تھے اور جوش کا اظہار کر رہے تھے تو میرا دل اللہ کی حمد کے ترانے گا رہا تھا۔وہ سمجھتے تھے کہ ان کی خاطر دیوار برلن گرائی جا رہی ہے۔میں جانتا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر دیوار برلن گرائی جا رہی ہے اور اب اسلام کے ان ملکوں میں پھیلنے کے دن آ رہے ہیں اور وہ تیاریاں جو خدا کی تقدیر نے ہم سے کروائی تھیں وہ رائیگاں نہیں جائیں گی۔ان کو خدا تعالیٰ نے اس رنگ میں مکمل فرمایا اور ایسے وقت

میں مکمل فرمایا جب کہ دوسری طرف سے روکیں توڑنے کے سامان بھی تیار تھے اور جونہی ہم یہاں خدمت کے لئے تیار ہوئے خدا تعالیٰ نے وہ حائل روکیں ساری دور کرنی شروع کر دیں۔ یہ وہ زندہ خدا ہے جو احمدیت کا خدا ہے جس نے ہمیشہ احمدیت کی پشت پناہی فرمائی ہے اور ہر قدم پر ہماری مدد فرمائی ہے۔ کون دُنیا کی طاقت ہے جو اس خدا کی محبت ہمارے دل سے نوچ کر پھینک سکتی ہے۔ کون ہے جو ہمارے دل میں شکوک پیدا کر سکتا ہے۔ ہم خدا کی اس تقدیر کو روزمرہ ہمیشہ ظاہر ہوتے دیکھتے ہیں۔ مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتے دیکھتے ہیں۔ کبھی کبھی بکھری ہوئی مختلف صورتوں میں ظاہر دیکھتے ہیں اور کبھی کبھی ان صورتوں کا اجتماع ہوتا دیکھتے ہیں اور ایک نہایت ہی خوبصورت منظّم شکل ان تدبیروں کی نظر آتی ہے اور اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ ہم جب سوئے ہوئے ہوتے ہیں، جب ہم بعض باتوں سے غافل ہوتے ہیں تو ہمارا خدا واقعی جاگتا ہے اور واقعی ان کاموں کو ہمارے لئے کرتا ہے جن کاموں سے ہم غافل ہوتے ہیں جن کاموں کو کرنے کی ہم میں طاقت نہیں ہوتی۔

پس خدا کی تقدیر نے ایک طرف وہ کام ہمارے لئے آسان کر دیئے جو کام بہت مشکل تھے اور اب بھی جب ماہرین ان باتوں کو دیکھتے ہیں تو یقین نہیں کرتے کہ اتنے تھوڑے عرصے میں اتنے حیرت انگیز کام کیسے انجام دینے کی توفیق ملی لیکن ان کو نہیں پتا کہ دراصل یہ اللہ کی قدرت کا ہاتھ ہے، اس کی محبت اور رأفت اور شفقت کا ہاتھ ہے جو ہر مشکل کو آسان کرتا چلا جاتا ہے اور اب جو نئے سامان پیدا ہوئے ہیں ان کے نتیجے میں مَیں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام کے غلبے کا یہ دوسرا دور بڑی تیزی کے ساتھ اثر پذیر ہو جائے گا۔ دوسرے دور سے مراد ''آخرین'' کا دور ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دور ہے اور تیزی کے ساتھ اثر پذیر ہونے سے مراد میری یہ ہے کہ اب اس رفتار میں مزید تیزی پیدا ہوگی اور وہ علاقے جو اب تک خالی تھے اور وہ دنیا کی ایک بہت بڑی تعداد ہے ان علاقوں کی تعداد باقی دنیا کے علاقوں سے اگر زیادہ نہیں تو بہت کم بھی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ انہیں علاقوں میں سارے چین کی آبادی شامل ہے۔ سارے روس کی آبادی شامل ہے، سارا مشرقی یورپ ہے۔ پھر اور ایسی مشرقی طاقتیں ہیں یا مشرقی ممالک ہیں جو اشتراکیت کے دام میں آئے ہوئے ہیں۔ تو بہت بڑی وسیع آبادی ہے۔ نصف دنیا کے قریب انسانوں کی ایسی آبادیاں ہیں جن تک پہلے اسلام کا پیغام پہنچنے کے کوئی سامان نہیں تھے تو اس لئے جہاں ان باتوں کو دیکھ کے دل شکر

اور حمد سے بھر جاتا ہے اور یقین ہو جاتا ہے کہ یہ کام خدا ہی کے ہیں خدا ہی نے کرنے ہیں۔ وہاں ذمہ داریوں کا احساس بھی بڑھتا ہے اور انسان کی یہ تقدیر سامنے آجاتی ہے کہ ایک بوجھ اُترتا ہے تو دوسرا سر پر آجاتا ہے، ایک مشکل آسان ہوتی ہے تو دوسری مشکل سر پر آن پڑتی ہے۔ اب فکر اس بات کی ہے کہ ان نئے کھلتے ہوئے راستوں میں داخل کرنے کے لئے وہ کون سی فوج ہے ہمارے پاس جس سے ہم کام لیں گے؟ اور وہ کون سے ایسے واقفین ہیں جو ان نئی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں؟

سر دست تو ہمارے پاس ان زبانوں کے ایسے ماہرین نہیں ہیں جو وہاں پہنچ کر خدمتیں سرانجام دے سکیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس پہلے دور میں تو ہمیں اشاعت لٹریچر کے ذریعے وہاں دلوں کو آمادہ کرنا ہوگا اور جیسا کہ میں نے اس سے پہلے بارہا توجہ دلائی ہے۔ باہر کی دنیا کے وہ لوگ جن میں ان مُلکوں کے باشندے نقل مکانی کر کے بس چکے ہیں ان کا بہت بڑا کام ہے کہ ان سے روابطہ پیدا کریں۔ ان سے تعلقات بڑھائیں اور انہیں میں سے وہ مجاہدین تلاش کریں جو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ اپنے اپنے ممالک میں خدمت دین کے جذبے سے بھر جائیں اور اپنی زندگیاں پیش کریں۔ پھر ان کو تھوڑی بہت تعلیم دے کر جس حد تک بھی ان کی ابتدائی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لئے ضروری ہے ہم ان کو اپنے اپنے وطنوں میں واپس بھجوا سکتے ہیں لیکن اس کے علاوہ جو واقفین نو کی جو فوج ہے اس پر آئندہ بیس سال تک بہت بڑی بڑی ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں۔

اور اس پہلو سے مَیں جماعت کے اس حصّے کو نصیحت کرتا ہوں جس کو خدا تعالیٰ نے وقف نو میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائی کہ وہ تحریک جدید کی ہدایات کے مطابق اپنے بچوں کی تیاری میں پہلے سے زیادہ بڑھ کر سنجیدہ ہو جائیں اور بہت کوشش کر کے ان واقفین کو خدا تعالیٰ کی راہ میں عظیم الشان کام کرنے کے لئے تیار کرنا شروع کریں۔ خدا کی خاطر بچے تیار کرنا اس سے بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے جتنا عید پر قربانی کے لئے لوگ جانور تیار کرتے ہیں اور مَیں نے دیکھا ہے کہ ہمارے ملک میں یہ رواج ہے کہ بعض لوگ دوسری نیکیاں کچھ کریں یا نہ کریں نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں لیکن عید کی قربانی کے لئے مینڈھا بڑے پیار سے پالتے ہیں اور بعض دفعہ اس پر بہت بہت خرچ کرتے ہیں۔ ایسے مزدور بھی ہیں جو اپنے بچوں کا پیٹ پوری طرح پال نہیں سکتے لیکن اپنے مینڈھے کو چنے ضرور کھلائیں گے کیونکہ

وہ سمجھتے ہیں کہ یہ خدا کی راہ میں قربانی کے لئے پیش کرنا ہے اور پھر اسے سجاتے ہیں اور اس پر کئی قسم کے زیور ڈالتے ہیں، پھول چڑھاتے ہیں، اس کو مختلف رنگ میں رنگ دیتے ہیں اور جب وہ قربانی کے لئے لے کر جاتے ہیں تو بہت ہی سجا سجا کر، جس طرح دُلہن جارہی ہو اس طرح وہ سجا کر لے جاتے ہیں۔

یہ بچے قربانی کے مینڈھے سے بہت زیادہ عظمت رکھتے ہیں اور ان کے ماں باپ کو اس سے بہت زیادہ محبت سے ان کو خدا کے حضور پیش کرنا چاہئے جتنی محبت سے خدا کی راہ میں بکرا ذبح کرنے والا اس کی تیاری کرتا ہے یا مینڈھے کی تیاری کرتا ہے ان کا زیور کیا ہے؟ وہ تقویٰ ہے۔ تقویٰ ہی سے یہ سجائے جائیں گے۔ اس لئے سب سے زیادہ اہمیت اس بات کی ہے کہ ان واقفین نو کو بچپن ہی سے متقی بنائیں اور ان کے ماحول کو پاک اور صاف رکھیں۔ ان کے سامنے ایسی حرکتیں نہ کریں جن کے نتیجے میں ان کے دل دین سے ہٹ کر دُنیا کی طرف مائل ہونے لگ جائیں۔ ان پر اس طرح پوری توجہ دیں جس طرح ایک بہت ہی عزیز چیز کو ایک بہت ہی عظیم مقصد کے لئے تیار کیا جارہا ہو اور اس طرح ان کے دل میں تقویٰ بھر دیں کہ پھر یہ آپ کے ہاتھ میں کھیلنے کے بجائے براہ راست خدا کے ہاتھ میں کھیلنے لگیں اور جس طرح ایک چیز دوسرے کے سپرد کر دی جاتی ہے تقویٰ ایک ایسی چیز ہے جس کے ذریعے آپ یہ بچے شروع ہی سے خدا کے سپرد کر سکتے ہیں اور درمیان کے سارے واسطے اور سارے مراحل ہٹ جائیں گے۔ رسمی طور پر تحریک جدید سے بھی واسطہ رہے گا اور نظام جماعت سے بھی واسطہ رہے گا مگر فی الحقیقت بچپن ہی سے جو بچے آپ خدا کی گود میں لا ڈالیں خدا خود ان کو سنبھالتا ہے اور خود ہی ان کا انتظام فرماتا ہے، خود ہی ان کی نگہداشت کرتا ہے۔ جس طرح کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدا نے نگہداشت فرمائی۔ آپؑ لکھتے ہیں

ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے

گود میں تیری رہا میں مثل طفل شیر خوار (درثمین صفحہ:۱۲۶)

آپ نے یقیناً بڑی وسیع نظر سے اور گہری نظر سے اپنے ماضی کا مطالعہ کیا ہوگا تب جا کر اس شعر کا مضمون آپ کے دل سے ہویدا ہوا ہے، ظاہر ہوا ہے۔ آپؑ نے غور کیا ہوگا بچپن میں دودھ پینے کے زمانے تک بھی جہاں تک یادداشت جاتی ہو کہ ابتداء ہی سے خدا کا پیار دل میں تھا۔ خدا کا تعلق دل میں تھا۔ ہر بات میں خدا حفاظت فرمارہا تھا، ہر قدم پر اللہ تعالیٰ راہنمائی فرمارہا تھا اور جس طرح

ایک طفل شیر خوار ماں کی گود میں ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ عرض کرتے ہیں کہ اے خدا! مَیں تو ہمیشہ تیری گود میں رہا۔ پس ان بچوں کو خدا کی گود میں دے دیں کیونکہ ذمے داریاں بہت بڑی ہیں اور کام بہت زیادہ ہیں۔

ہماری تعداد ان قوموں کی تعداد کے مقابل پر کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتی جن کو ہم نے اسلام کے لئے فتح کرنا ہے۔ ہماری عقلیں ہمارے علوم، ہماری دنیاوی طاقتیں ان قوموں کی عقلوں اور علوم اور دنیاوی طاقتوں کے مقابل پر کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتیں جن کو ہم نے خدا کے لئے فتح کرنا ہے۔

پس ایک ہی راہ ہے اور صرف ایک راہ ہے کہ ہم اپنے وجود کو اور اپنے واقفین کے وجود کو خدا کے سپرد کر دیں اور خدا کے ہاتھوں میں کھیلنے لگیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ کوئی چیز خواہ کیسی بھی کمزور کیوں نہ ہو اگر وہ طاقتور کے ہاتھ میں ہو تو حیرت انگیز کام دکھاتی ہے۔ کوئی چیز کیسی ہی بے عقل کیوں نہ ہو اگر صاحب فہم و عقل کے ہاتھ میں ہو تو اس سے عظیم الشان کام لئے جا سکتے ہیں۔ ہم تو محض مُہرے ہیں اور اس حیثیت کو ہمیشہ سمجھنا اور ہمیشہ پیش نظر رکھنا احمدی کے لئے ضروری ہے۔ آپ نے دیکھا نہیں کہ شطرنج کھیلنے والے ان مہروں سے کھیلتے ہیں جن میں اتنی بھی طاقت نہیں ہوتی کہ ایک گھر سے اُٹھ کر دوسرے گھر تک جا سکیں۔ عقل کا کیا سوال، شعور کا ادنیٰ احساس بھی موجود نہیں ہوتا کہ وہ یہ معلوم کریں کہ کس گھر میں جانا ہماری بقاء کے لئے ضروری ہے اور کس گھر میں جانا شکست کا اعلان ہو گا۔ بے جان، بے طاقت مہرے جو ہل بھی نہیں سکتے جو سوچ بھی نہیں سکتے اور ایک صاحب فہم اچھا شاطر، شطرنج کا ماہر ان کو اس طرح چلاتا ہے کہ بڑے سے بڑے عقل والوں کو بھی شکست دے دیتا ہے اور شکست اور فتح کا فیصلہ ان بے جان مہروں کی بساط پر ہو رہا ہوتا ہے جو نہ طاقت رکھتے ہیں نہ عقل رکھتے ہیں۔

پس خدا کے عظیم کام بھی اسی طرح چلتے ہیں۔ ہم ان بے جان مہروں کی طرح ہیں۔ ہمارے سامنے بھی کچھ مہرے ہیں لیکن ان مہروں کی طاقت شیطان کے ہاتھ میں ہے۔ بے خداؤں کے ہاتھ میں ہے اور کچھ مہرے ایسے بھی ہیں جو خود اپنے آپ کو خدا سمجھ رہے ہیں اور خود چلتے ہیں اور خود سوچنے کی بھی طاقت رکھتے ہیں۔ اس کے مقابل پر ہم وہ بے جان مہرے ہیں جن میں نہ کوئی طاقت ہے نہ کوئی دماغ ہے مگر ہم اپنے خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ یہ احساس انکساری جو سچا ہے، جس میں

کوئی ایسی بات نہیں جو انکساری کی خاطر گرا کر پیش کی گئی ہو۔ امر واقعہ یہ ہے کہ دُنیا کے مقابل پر ہماری حیثیت اس سے زیادہ نہیں ہے۔ ہاں خدا اگر چاہے اور وہ ہم سے کام لینا شروع کرے اور ہم اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیں تو یہ شطرنج کی بازی یقیناً اسلام کے حق میں جیتی جائے گی۔ دنیا کی کوئی طاقت اس بازی کو اسلام کے خلاف اُلٹا نہیں سکتی۔ اس پہلو سے ان بچوں کی تیاری کی ضرورت ہے۔ ان کو خدا کے سپرد کریں اور جہاں تک تحریک جدید کا ان پر نظر رکھنے کا تعلق ہے جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا تھا ان کو میں نے ہدایات دی ہیں۔ وہ تیاری بھی کر رہے ہیں مجھے صرف ڈر یہ ہے کہ اس تیاری میں دیر نہ کر دیں یہ سمجھتے ہوئے کہ ابھی تو چھوٹے بچے ہیں ابھی انہوں نے بڑے ہونا ہے حالانکہ بچپن ہی سے بچوں کو سنبھالیں گے تو سنبھالے جائیں گے۔ جب غلط روش پر بڑے ہو گئے تو اس غلط روش کو بعد میں درست کرنا بہت ہی محنت کا اور جان جوکھوں کا کام بن جاتا ہے۔ یہ وقت ہے کہ جب یہ نرم نرم کونپلیں ہیں اس وقت ان کو جس ڈھب پر چاہیں یہ چل سکتی ہیں۔ اس وقت ان کی طرف توجہ کریں اور اس وقت ان کو سنبھالیں اور ساری دنیا میں ہر واقف نو کی زندگی پر جماعت کے نظام کی نظر رہنی چاہئے اور ان کے والدین سے رابطے ہونے چاہئیں اور ان کو پتا ہونا چاہئے کہ ہم ایک زندہ نظام کے ہاتھ میں ہیں۔ جس کے ذریعے خدا کی تقدیر کارفرما ہے۔ یہ احساس بہت ضروری ہے۔ یہ احساس تبھی پیدا ہوگا جب تحریک جدید کا مرکزی نظام ان لوگوں سے فعال اور زندہ رابطے رکھے گا اور خبریں لے گا کہ بتاؤ! اس بچے کا کیا حال ہے جو تم نے خدا کے سپرد کر دیا ہے۔ کتنی بڑی ذمہ داری ہے کہ تمہارے گھر میں خدا کا ایک مہمان ہے ویسے تو ہم سب خدا کے ہیں لیکن ایسا مہمان ہے جس کو تم خدا کے لئے تیار کر رہے ہو۔ کیا سوچ رہے ہو؟ کس طرح ان کی پرورش کر رہے ہو؟ ہمیں بتایا کرو۔ ہمیں اس کے حالات سے باخبر رکھو۔ اس کی صحت سے باخبر رکھو۔ اس کی چال ڈھال، اس کے انداز سے باخبر رکھو اور باقاعدہ ان کو ہدایتیں دیں کہ ہم چاہتے ہیں کہ تم اس بچے سے یہ کام لو اور اس بچے سے یہ کام لو۔

اس ضمن میں مَیں سمجھتا ہوں کہ وہ بچے خصوصیت سے جو مغربی دنیا میں وقف ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دوسری دُنیا کے بچوں کے مقابل پر یہ بہت زیادہ سہولت حاصل ہے کہ وہ مختلف زبانیں سیکھ سکیں۔ زبانیں سیکھنا بہت مشکل کام ہے اور بچپن ہی سے شروع ہونا چاہئے اور

زبانیں سکھانا بھی بہت ہی مشکل کام ہے اور بڑے بڑے ماہرین کی ضرورت ہے جنہوں نے زندگیاں اس کام کے لئے وقف کر رکھی ہوں اور بڑی بڑی وسیع تحقیقات میں وہی نہیں بلکہ ان کے بہت سے ساتھی بھی ایک لمبا عرصہ تک مصروف رہے ہوں۔ایسی سہولتیں مغرب کے ترقی یافتہ ممالک میں میسر ہیں۔اس پہلو سے تحریک جدید کو چاہئے کہ مشرقی یورپ اور اشترا کی دنیا کے ان ممالک کے لئے جہاں عموماً مغربی زبانیں بولی جاتی ہیں اور پھر چین کے لئے اور دوسرے کوریا، شمالی کوریا اور ویت نام وغیرہ کے لئے جہاں مشرقی زبانیں بولی جاتی ہیں، معین طور پر بچوں کو ابھی سے نشان لگا دیں جس کو انگریزی میں Ear Mark کرنا کہتے ہیں اور اگر فی الحال ان کی نظر میں دس کی ضرورت ہے تو بیس یا تیس تیار کریں۔اب تو یہ اعداد و شمار دیکھ کر فیصلہ ہوگا کہ کس ملک کے لئے کتنے بچے تیار کئے جاسکتے ہیں لیکن ابھی سے یہ کام کرنے کی ضرورت ہے مثلاً اگر پولینڈ کے لئے ہم نے کچھ بچے تیار کرنے ہیں تو ایسے ممالک سے جہاں پولش زبان سیکھنے کی سہولت ہے، واقفین بچے لینے چاہئیں۔ جرمنی میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت کافی تعداد میں موجود ہے اور جرمنی کی جماعت چونکہ اللہ کے فضل سے قربانی میں بھی بہت پیش پیش ہے۔ وہاں ایک بڑی تعداد ایسے جوڑوں کی ہے جنہوں نے اپنے بچے وقف کئے ہیں اور ابھی بھی کر رہے ہیں تو ایسے بچوں سے جو کسی خاص زبان سیکھنے کی سہولت رکھتے ہوں وہی کام لینے چاہئیں جو ان کے مناسب حال ہیں۔اس پہلو سے اور بھی بہت سی ایسی زبانیں ہیں جن کا جرمنی سے تعلق ہے اور جرمن قوم ان سے پرانے تاریخی روابط رکھتی ہے۔ پھر انگلستان میں بھی بہت سی زبانیں سیکھنے کا انتظام ہے۔ یہاں بھی کچھ بچے خاص زبانوں کے لئے تیار کئے جاسکتے ہیں، شمالی یورپ میں سکنڈے نیویا میں بھی بعض خاص زبانیں سیکھنے کا انتظام باقی جگہوں سے زیادہ ہے۔ وہاں خصوصیت سے بعض گروہ بعض خاص ملکوں کے لئے تیار کئے جاسکتے ہیں۔

غرضیکہ یہ ایک ایسا کام ہے جس کو عمومی نظر سے دیکھ کر فیصلہ نہیں کیا جاسکتا تفصیلی نظر سے سب بچوں پر لڑکوں پر اور لڑکیوں پر، نظر ڈالتے ہوئے یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہم نے فلاں ملک کے لئے دس یا بیس یا تیس واقفین زندگی تیار کرنے ہیں۔ان میں سے اتنی لڑکیاں ہوں گی جو علمی کاموں میں گھر بیٹھے خدمت دین کر سکتی ہوں۔ان کو اس خاص طرز سے تیار کرنا ہوگا۔اتنے لڑکے ہوں گے جن کو ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ آگے ان میدانوں میں جھونکنا ہے۔ پھر ان کو صرف وہی

زبان نہیں چاہئے جس زبان کے لئے ان کو تیار کیا جارہا ہے بلکہ اُردو زبان کی بھی شدید ضرورت ہوگی تاکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لٹریچر خود اردو میں پڑھ سکیں۔ عربی زبان کی بنیادی حیثیت ہے کیونکہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ عربی میں ہیں۔ عربی زبان بھی سکھانے کی ضرورت پڑے گی۔ پس تین زبانیں تو کم سے کم ہیں یعنی اس کے علاوہ کوئی زبان سیکھے تو چاہے جتنی چاہے سیکھے لیکن تین زبانوں سے کم تو کوئی سوال ہی نہیں اس لئے یہ بھی بتانا ہوگا کہ جہاں تم پولش سیکھ رہے ہو یا ہنگیرین سیکھ رہے ہو، چیکوسلواکین سیکھ رہے ہو یا پولش سیکھ رہے ہو یا رومانین سیکھ رہے ہو یا البانین سیکھ رہے ہو۔ ساتھ ساتھ لازماً تمہیں اُردو اور عربی بھی سیکھنی ہوگی اور اس کے بھی جہاں تک میرا علم ہے ان ممالک میں انتظامات موجود ہیں۔ اگر نہیں ہیں تو تحریک جدید کو تو میں آغاز ہی سے یہ نصیحت کر رہا ہوں کہ اُردو اور عربی سکھانے کے لئے وڈیو کیسٹس تیار کریں اور آسان طریق پر ایسی وڈیو تیار کریں جن کا جماعت کے لٹریچر سے تعلق ہو اور اس میں اسلامی اصطلاحیں استعمال ہوتی ہوں کیونکہ اگر ہم بازار سے زبانیں سیکھنے کی بنی بنائی وڈیوز لیں یا آڈیو کیسٹس لیں تو جو زبان اس میں سکھائی جاتی ہے وہ اکثر ہمارے کام کی نہیں ہے۔ اس میں وہ تو یہ بتائیں گے کہ Pork (سؤر کا گوشت۔ ناقل) کس طرح مانگا جائے گا اور شراب کس طرح مانگی جائے گی اور ہوٹل میں کس طرح جا کر ٹھہرنا ہے اور ناچ گانے کے گھروں کی تلاش کس طرح کرنی ہے روزمرہ کی اپنی زندگی کے مطابق انہوں نے زبان بنائی ہوئی ہے۔ اس زبان سے ہمارے بچوں کو تبلیغ کرنی کیسے آسکتی ہے؟ اس لئے زبان کا ڈھانچہ تو وہ سیکھ سکتے ہیں لیکن اس زبان کو معنی خیز الفاظ سے بھرنے کا کام لازماً جماعت کو خود کرنا ہوگا اور وہ ایک خاص منصوبے کے مطابق ہوگا۔

تو دیر ہو رہی ہے۔ اب یہ بچے کھیلنے لگ گئے ہیں۔ بعض دفعہ ان کی تصویریں آتی ہیں تو پتا چلتا ہے کہ جو چار سال پہلے بچہ پیدا ہوا تھا جو وقف زندگی تھا اب وہ باتیں کرتا دوڑتا پھرتا اور ان کے ماں باپ بڑی محبت کے ساتھ ان کی تصویریں بھجواتے اور بعض دفعہ وہ اپنے ہاتھ سے چھوٹے موٹے خط بھی مجھے لکھتے ہیں۔ بعض ایسے بھی خط لکھتے ہیں کہ شروع سے آخر تک صرف لکیریں ڈالی ہوتی ہیں اور بچہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ میں نے خط لکھا ہے۔ مگر اس خط کا بڑا مزہ آتا ہے کیونکہ ایک واقف زندگی کو شروع سے ہی خلیفہ وقت سے محبت پیدا کرنے کا یہ بھی ایک گر ہے اس کے دل میں محبت ڈالنے کا کہ

ذاتی تعلق پیدا ہو جائے۔ بہر حال یہ کام تو ہو رہے ہیں لیکن جلدی اس بات کی ہے کہ ان کو سنبھالنے کے لئے جو ٹھوس تیاری ہونی چاہئے اس میں مجھے ڈر ہے کہ ہم پیچھے رہ رہے ہیں۔ اس لئے اس کام کی طرف توجہ ہونی چاہئے اور جب تک تحریک جدید معین طور پر واقفین زندگی کو مطلع نہیں کرتی کہ تم نے یہ کام کرنے ہیں، دو کام تو ان کو پتا ہی ہیں دو نہیں، تین۔ اوّل تقویٰ کی بات میں نے کی ہے۔ بچپن سے ان کے دل میں تقویٰ پیدا کریں اور خدا کی محبت پیدا کریں اور دو زبانیں جو سیکھنی ہیں عربی اور اُردو وہ تو سب پر قدر مشترک ہیں۔ اس میں کوئی تفریق نہیں، کوئی امتیاز نہیں۔ ہر احمدی واقف نو عربی سیکھے گا اور اُردو بھی سیکھے گا۔ اس پہلو سے جہاں جہاں انتظامات ہو سکتے ہیں وہاں وہاں وہ انتظامات کریں اور تیاری شروع کر دیں۔

اس مضمون پر غور کرتے ہوئے اور جب میں نے یہ سوچا کہ ہم تو خدا تعالیٰ کے ہاتھوں میں بے طاقت اور بے عقل وہ مہرے ہیں جیسے شطرنج کی بازی پہ کھیلے جاتے ہیں تو مجھے اپنی ایک پرانی رؤیا یاد آ گئی۔ جس کا آج کل کے حالات سے تعلق ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے پہلے آپ کے سامنے بیاں کی تھی یا نہیں لیکن وہ ہے دلچسپ اور اب جو اس کی تعبیر ظاہر ہوئی ہے وہ زیادہ واضح ہے۔ جن دنوں میں ایران کا انقلاب آ رہا تھا ابھی شروع ہوا تھا ۷۸-۱۹۷۷ء کی بات ہے۔ افغانستان میں تبدیلیاں پیدا ہوئیں، ایران میں بھی یہ ان دنوں کی بات ہے۔

مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ مَیں ایک جگہ نظارہ کر رہا ہوں لیکن سب کچھ دیکھنے کے باوجود گویا میں اس کا حصّہ نہیں ہوں، موجود بھی ہوں۔ دیکھ بھی رہا ہوں لیکن بطور نظارے کے مجھے یہ چیز دکھائی جا رہی ہے۔ ایک بڑے وسیع گول دائرے میں نوجوان کھڑے ہیں اور وہ باری باری عربی میں بہت ہی ترنم کے ساتھ ایک فقرہ کہتے ہیں اور پھر انگریزی میں گانے کے انداز میں اس کا ترجمہ بھی اسی طرح ترنم کے ساتھ پڑھتے ہیں اور باری باری اس طرح منظر ادلتا بدلتا ہے۔ پہلے عربی پھر انگریزی پھر عربی پھر انگریزی۔ اور وہ فقرہ جو اس وقت یوں لگتا ہے جیسے قرآن کریم کی آیت ہے۔ **لا یعلم الا ھو** ۔ **لا یعلم الا ھو** ۔ کوئی نہیں جانتا سوائے اس کے، کوئی نہیں جانتا سوائے اس کے اور یہ جو مضمون ہے یہ اس طرح مجھ پر کھلتا ہے کہ نظارے دکھائے جا رہے ہیں۔ میں نے جیسا کہ کہا ہے میں وہاں ہوں بھی اور نہیں بھی۔ ایک پہلو سے سامنے یہ نوجوان گا رہے ہیں اور پھر میری نظر پڑتی ہے عراق کی

طرف، شام مجھے یاد ہے، عراق یاد ہے اور پھر ایران کی طرف، پھر افغانستان پھر پاکستان، مختلف ملک باری باری سامنے آتے ہیں اور مضمون دماغ میں یہ کھلتا ہے کہ یہاں جو کچھ ہو رہا ہے جو عجیب واقعات رونما ہو رہے ہیں جو انقلابات آ رہے ہیں ان کا آخری مقصد سوائے خدا کے کسی کو پتا نہیں ہم ان کو اتفاقی تاریخی حادثات کے طور پر دیکھ رہے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اتفاقاً رونما ہونے والے واقعات ہیں مگر رؤیا میں جب وہ مل کر یہ گاتے ہیں تو اس سے یہ تأثر زیادہ قوی ہوتا چلا جاتا ہے کہ یہ اتفاقاً الگ الگ ہونے والے واقعات نہیں ہیں بلکہ واقعات کی ایک زنجیر ہے جو تقدیر بنا رہی ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں مگر ہمیں سمجھ نہیں آ رہی کہ کیا ہو رہا ہے۔ **لا یعلم الا ھو** اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جس کا ہاتھ یہ تقدیر بنا رہا ہے تو یہ وہ رؤیا تھی جو چوہدری انور حسین صاحب ان دنوں میں تشریف لائے۔ ان کو بھی میں نے سُنائی۔ بعض اور دوستوں کو بھی کہ یہ عجیب سی بات ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بڑے بڑے عظیم واقعات ان واقعات کے پس پردہ رونما ہونے والے ہیں۔ ان کے پیچھے پیچھے آئیں گے۔ ہم جو سیاسی اندازے کر رہے ہیں یہ کچھ اور ہیں جو خدا کے اصل مقاصد ہیں وہ کچھ اور ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ افغانستان کے ساتھ روس کی تبدیل شدہ پالیسی کا گہرا تعلق ہے۔ کچھ سبق انہوں نے وہاں سیکھے ہیں کچھ اور ایسی باتیں ان تجربوں میں ظاہر ہوئی ہیں کہ جن کے نتیجے میں یہ بعد کے عظیم انقلابات پیدا ہونے شروع ہوئے۔

پس یہ جتنے بھی واقعات آج کی دنیا میں رونما ہو رہے ہیں دنیا کا ایک مؤرخ، دنیا کا ایک سیاستدان ان کو اور نظر سے دیکھتا ہے اور فہم سے سمجھتا ہے۔ مومن کے لئے تو ہر انگلی خدا کی تقدیر کی طرف اشارہ کر رہی ہوتی ہے اور مومن ان سے اور پیغام لیتا ہے اور ان پیغاموں کی روشنی میں اپنے آپ کو مستعد کرتا ہے اور اپنے آپ کو تیار کرتا ہے۔ پس خدا کی انگلی جو اشارے کر رہی ہے وہ اب واضح تر ہوتے چلے جا رہے ہیں اور وہ اشارے یہ ہیں کہ آگے بڑھو اور ساری دنیا کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فتح کر لو کیونکہ آج یہ دنیا اپنے دروازے تمہارے لئے کھول رہی ہے۔

پس اے اسلام کے جیالو! اور اے خدمت دین کا دعویٰ کرنے والو! ان مواقع سے فائدہ اُٹھاؤ اور آگے بڑھو اور تمام دنیا کو اسلام اور اسلام کے خدا کے لئے سر کر لو۔ خدا ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔